JQSS: (Journal Of Quranic and Social Studies)
ISSN: (e): 2790-5640 ISSN (p): 2790-5632
Volume: 3, Issue: 2, July-December 2023. P: 19-34
Open Access: http://jqss.org/index.php/JQSS/article/view/99
DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.10257372

Article History:	Received	Accept	Published
	09-11-2023	22-11-2023	05-12-2023

Copyright: © The Aothors *Licensing:* this work is licensed under a creative commons attribution 4.0 international license

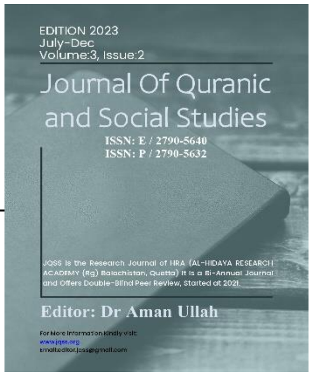

اشاعت اسلام کے اصول وآداب (قرآن وحدیث اور اسوہ رسول ﷺ کی روشنی میں)

Publication of Islamic principles and manners (In the light of Quran, Hadith and Uswa-e-Rasoolﷺ)

1. **Musarat Jahan Ansari** musaratjahan70@gmail.com	PhD Scholar, Federal Urdu University of Arts, Science and Technology, Karachi
2. **Muhammad Siddique Ullah** https://orcid.org/0000-0001-9665-3425	Visiting Faculty, Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta.
3. **Dr. Sana Jadoon** sanajadoon062@gmail.com	Assistant in Education Department, Government of Balochistan, Quetta

How to Cite: . Musarat Jahan Ansari andMuhammad Siddique Ullah and Dr. Sana Jadoon (2023). Publication of Islamic principles and manners (In the light of Quran, Hadith and Uswa-e-Rasoolﷺ), *(JQSS) Journal of Quranic and Social Studies*, 3(2), 19-34.

Abstract and indexing

Publisher

HRA (AL-HIDAYA RESEARCH ACADEMY) (Rg)
Balochistan Quetta

اشاعت اسلام کے اصول و آداب (قرآن و حدیث اور اسوہ رسول ﷺ کی روشنی میں)

Publication of Islamic principles and manners (In the light of Quran, Hadith and Uswa-e-Rasoolﷺ)

Journal of Quranic and Social Studies
19-34
© The Author (s) 2023
Volume:3, Issue:2, 2023
DOI:10.5281/zenodo.10257372
www.jqss.org
ISSN: E/ **2790-5640**
ISSN: P/ **2790-5632**

Musarat Jahan Ansari
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Federal Urdu University of Arts, Science and Technology, Karachi.

Muhammad Siddique Ullah
Visiting Faculty, Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta.

Dr. Sana Jadoon
SST General, Education Department Government of Balochistan, Quetta

Abstract

In this article propagation and publication of Islam and its principles have been explained that how the Holy Prophet obeyed the religion and told the people that Islam guides every aspect of human life which is called Sharia, and the main purpose of this education is to convey the message of Allah to the people and Allah should be considered as Lord. In his attributes, powers, and rights no one should be involved while explaining the principle of invitation and preaching it has been said that people should be called to the path of Allah with wisdom and good sermons and polite language should be used in arguments. In the eyes of Allah, the only action is acceptable to him which is done for his pleasure from this point of view, the religion Islam has a unique place in the world because in Islam people are called to goodness and prevented from evil so that an abstract society can be formed. Our aim is to share Islam to others with selves' improvement.

Keywords: Publication of Islam, Rules, Manners, Message of Allah, Quran, Hadith

Corresponding Author Email:
musaratjahan70@gmail.com
https://orcid.org/0000-0001-9665-3425
sanajadoon062@gmail.com

تمہید:

اسلام ایک پیغام الہٰی اور اس پیغام کی حامل امت مسلمہ ہے یہ وہ حقیقت تھے جس کی طرف نہ صرف عام مسلمانوں ،بلکہ مسلمان علماء و مشائخ تک نے اس سے اعراض اور تغافل برتا، اور اس حقیقت کو بالکل بھلا دیا ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ مسلمان اپنے کوانہی معنوں میں قوم سمجھنے لگے جن معنی میں دنیا کی قومیں اپنے کو سمجھتی ہیں ان میں سے کوئی تو وطینت کے سہارے اپنی قومیت کی دیوار کھڑی کرتا ہے، کسی نے نسل کو قومیت کا معیار سمجھا ،اور ان میں سے جو سمجھ رکھتے ہیں وہ زیادہ سے زیادہ یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمان قوم، قومیت اور نسل سے نہیں بلکہ مذہب کی بنیاد پر قوم ہے حالانکہ حقیقت حال اس سے بھی آگے ہے اور وہ یہ کہ مسلمان وہ جماعت ہے جو اللہ کی طرف سے ایک خاص پیغام لے کر دنیا میں آئی ہے، اس پیغام کو قائم رکھنا اور اس کو پھیلانا اور اس کی طرف لوگوں کو دعوت دینا اس کی زندگی کا تنہا فریضہ ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ:اور واضح طور پر پیغام پہنچا دینے کے سوا ہم پر کچھ لازم نہیں ہے۔(۱)

مسلمان قوم کا سب سے بڑا فرض اس پیغام الہٰی کی معرفت اس کی بجا آوری اس کی تعلیم ،اس کی دعوت اور اس کی اشاعت اور اس کے حلقہ بگوشوں کی پوری برادری کا قیام اور اس کے حقوق کو بجالانا ہے

دعوت و تبلیغ کا مفہوم:

”عربی زبان میں ”دعوت“ کے لغوی معنی پکارنے اور بلانے کے ہیں۔لسان العرب میں ہے:دعوت عربی زبان کا لفظ ہے جو دعو سے مشتق ہے اس کے لغوی معنی پکارنا اور بلانا کے ہیں“۔(۲)

جبکہ ”تبلیغ“ کے معنی ”پہنچانے“ کے ہیں دینی اصطلاح میں لوگوں کو اسلام کی تعلیم کی طرف بلانا۔اچھی باتوں اور دینی تعلیم کی طرف بلانے کو” دعوت دین“اور ان باتوں کو خیر خواہی کے جذبے سے دیگر لوگوں،اقوام اور ملکوں تک پوری طرح پہنچانے کا نام ”تبلیغ“ ہے

تبلیغ کا مادہ البلاغ ہے جو بلغ سے مشتق ہے۔امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

”بلاغ کا معنی:مقصد اور غرض وغایت کی آخری حد تک پہنچا دینا ہے“۔(۳)

دعوت و تبلیغ کے بنیادی مقاصد میں سے یہ ہیں کہ لوگوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا ہے اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا اس کی ذات صفات اور اختیارات و حقوق میں کسی کو شریک نہ کیا جائے اسلام کو دین حق سمجھ کر اللہ کے سامنے اپنے آپ کو اس کے ہاں جواب دے سمجھے ، اللہ کے پیغمبروں پر ایمان لا کر ان کی پیروی و اتباع کی جائے ،حضور اکرم ﷺ کو آخری نبی جان کر ان کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے نیکی کو فروغ دینے پر آمادہ کیا جائے اور برائیوں کو ختم کرنے کی ترغیب دی جائے ۔

اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت میں نیکی اور بدی کی پہچان کا شعور دے کر نیکی اختیار کرنے اور بدی سے بچنے کی خواہش ودیعت فرمائی ہے یہ امر اس کی ذاتی صوابدید پر چھوڑ دیا یا کہ وہ جو راستہ چاہے اختیار کرلے۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انسان کی ہدایت و ضلالت کے معاملہ کو تنہا اس کی فطرت پر نہیں چھوڑا اور نہ ہی آخرت میں اس کو جزا و سزا دینے کے لیے اس رہنمائی کو کافی قرار دیا ہے بلکہ فطرت کے تقاضوں،اس کی مخفی قابلیتوں کو آشکار کرنے اور خلق پر اپنی حجت تمام کرنے کے لیے اس نے مسلسل اپنے انبیاء اور رسول کو مبعوث فرمایا کہ وہ لوگوں کو دین کی دعوت دیں تاکہ قیامت کے دن لوگ یہ یہ عذر پیش نہ کرسکیں کہ انہیں نیکی اور سچائی کا راستہ بتانے والا اس کو کوئی نمائندہ نہیں تھا اسی وجہ سے وہ گمراہی کی وادیوں میں بھٹکتے رہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”رسول خوشخبری دینے والے اور ڈر سنانے والے تھے(اس لیے بھیجے گئے) تاکہ پیغمبروں(کے آجانے) کے بعد لوگوں کے لئے اللہ پر کوئی عذر باقی نہ رہے،اور اللہ بڑا غالب حکمت والا ہے“۔(۴)

اسلام انسانی زندگی کے ہر پہلو کے لیے ہدایات فراہم کرتا ہے اور اسی کا نام شریعت ہے قرآن کریم میں اللہ تعالی نے نہایت واضح طور پر ارشاد فرمایاہے کہ

"يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱدۡخُلُواْ فِي ٱلسِّلۡمِ كَآفَّةً" (۵)

"اے اہل ایمان اسلام میں پوری طرح داخل ہو جاؤ"۔

یہ حکم اس لئے دیا گیا کہ اس سے قبل دوسری اقوام خصوصا اہل کتاب ان احکام پر پابندی کرتے جو ان کی پسند کے ہوتے لیکن جن باتوں کو وہ پسند نہ کرتے ان پر عمل کرنے سے بچنے کے لیے بہانے تلاش کرتے جس کا قرآن کریم میں اس انداز سے ذکر کیا گیا ہے۔

" تو پھر کیا تم احکام الہی کے بعض حصوں کو مانتے ہو اور بعض سے انکار کرتے ہو پس تم میں سے جو لوگ ایسا کریں ان کی سزا یا اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ زندگی بھر کی رسوائی اور قیامت کے دن سخت عذاب کی طرف لوٹا دیے جائیں اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سے غافل نہیں ہے۔"(۶)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے ہدایت کی طرف بلایا، اس کے لیے اس راستے پر چلنے والوں کی مثل ثواب ہے اور ان کے ثواب میں سے کچھ بھی کم نہ ہو گا جس نے گناہ کی دعوت دی اس کے لیے بھی اتنا گناہ ہے جتنا اس بد عملی کا مرتکب ہونے والوں پر ہے اور ان کے گناہوں میں بھی کوئی کمی نہیں ہو گی"۔(۷)

دعوت و تبلیغ کے مقاصد:

دعوت و تبلیغ کے بنیادی مقاصد میں سے یہ ہیں کہ لوگوں تک اللہ کا پیغام پہنچانا ہے اللہ تبارک و تعالی کو رب مانا جائے اللہ کی ذات، صفات اور اختیارات وہ حقوق میں کسی کو شریک نہ کیا جائے اسلام کو دین حق سمجھ کر اللہ کے سامنے اپنے آپ کو اس کے ہاں جواب دہ سمجھے، اللہ کے پیغمبروں پر پورا ایمان لا کر ان کی پیروی کی جائے حضرت محمد نبی جان کر دان کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے نیکی کو فروغ دینے پر آمادہ کیا جائے اور برائیوں کو ختم کرنے کی ترغیب دی جائے۔

دعوت تبلیغ مذہبی فریضہ ہے جس کا مقصد حقانیت لوگوں تک پہنچانا ہے ہے دعوت کا مرکز و محور انبیاء کرام رہے ہیں آپ ﷺ لوگوں کو دعوت تبلیغ کا عملی نمونہ پیش فرمایا بلکہ کہ اس کے لئے اصول بھی واضح فرمائے آپ ﷺ دعوت تبلیغ میں منفرد حیثیت کے حامل ہیں آپ ﷺ کی حیات طیبہ جامع اور کامل نمونہ ہے۔

دعوت تبلیغ کے اصول:

دعوت تبلیغ ان اصولوں میں سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں نمایاں معلوم ہوتے ہیں حضور انور آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ کے دائیں لوگوں تک خود پہنچتے تھے اور ان کی دعوت دیتے تھے یہاں تک کہ کبھی کبھی لوگوں کے گھروں تک خود پہنچ جاتے تھے اور کلمہ حق کی دعوت پیش فرماتے تھے۔

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں میں جس طرح اسلام کی کی دعوت و تبلیغ کا حکم فرمایاہے اسی طرح اس کے اصول وضوابط بھی بتائے ہیں فرماں الہی ہے۔

"ٱدۡعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِٱلۡحِكۡمَةِ وَٱلۡمَوۡعِظَةِ ٱلۡحَسَنَةِ وَجَٰدِلۡهُم بِٱلَّتِي هِيَ أَحۡسَنُ" (۸)

"اپنے پروردگار کے راستے کی طرف حکمت اور اچھے وعظ کے ساتھ ذریعہ لوگوں کو بلایئے اور ان سے بہتر طریقے سے مکالمہ کریں"۔

اس آیت میں دعوت تبلیغ کے تین اصول بیان کیے گئے ہیں اور کسی بھی بات کو موثر انداز میں بیان کرنے کے لیے یہی اصول اپنائے جاتے ہیں ہیں۔ حکمت ۔۲۔ موعظ حسنہ ۳۔ عمدہ طریقہ پر بحث مباحثہ۔

حکمت تبلیغ:

حکمت و بصیرت اسلوب دعوت و تبلیغ کا پہلا تقاضا ہے۔ یہ کبھی کسب واکتساب، کبھی تجربہ ومہارت، کبھی خداداد بصیرت و فراست اور کبھی عملی زندگی میں پیش آنے والے نشیب و فراز کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔

مخاطب کی سطح کے مطابق گفتگو کی جائے اور اس کے اندر کی بات سننے کی آمادگی پیدا کی جائے۔ دانائی سے مخاطبین کی ذہنی صلاحیت کو سمجھ کر حالات اور موقع محل کے مطابق علمی و عقلی استدلال کے ساتھ دعوت و تبلیغ کی جائے۔

اگر داعی کے پاس علم دین کے ذخائر تو موجود ہوں لیکن اس کا دامن حکمت و بصیرت کی دولت سے خالی ہو تو اس کی مثال از روئے قرآن ایسی ہے جیسے گدھے پر کتابوں کا انبار لگا دیا گیا یا اس لیے فرمایا کہ لوگوں کو حکمت کے ساتھ دعوت دی جائے ہر مدعو کی اپنی اپنی طبیعت ذہنی سطح مزاج ظرف ذوق اور اپنا پس منظر ہوتا ہے اگر بات ہر ایک کے لئے ایک ہی پیرائے میں کی جائے تو صاف ظاہر ہے کہ بات تو ہر ایک تک پہنچ جائے گی لیکن نتیجہ کچھ بھی بر آمد نہ ہوگا نتیجہ صرف اس وقت بر آمد ہوگا جب بیان میں حکمت کار فرما ہوگی اس کے لیے ہر شخص کی ضرورت ذہنی سطح، ساخت اور ظرف کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں مختلف لوگوں نے مختلف مواقع پر ایک ہی سوال کیا اور آپ نے ان سب کو حکمت کے تحت ایک سوال کا جواب جدا جدا دیا۔

موعظ حسنہ:

بات کو اچھے انداز میں بیان کرنے کا اثر ضرور ہوتا ہے چناچہ پر اثر گفتگو سے مخاطب کے سامنے اچھائی اور برائی کو ظاہر کر کے نصیحتوالے انداامیں بات کرنا کسی کی دل آزاری نہ ہو اور عمدہ طریقے سے گفتگو کر کے اس کو حق کے لیے قائل کرنا موعظ حسنہ ہے۔ اس امر کا تعلق بھی حکمت ہی کے ساتھ ہے یعنی داعی کو یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ وہ ہر گز ج ایک ہی نصیحت نہ کرے کیونکہ ہر ایک کو ایک بات فائدہ نہیں دیتی۔ کسی کو بطریق عقل اور کسی کو بطریق قلب بات سمجھانا پڑتی ہے اسی لیے محل کے اعتبار سے نصیحت کا مواد تبدیل کریں۔

:بحث ومباحث

اپنی بات کہنے کے لیے اگر مباحثہ یا مکالمے کی صورت حال پیش آئے تو دلائل گفتگو کرے اور مخالف کے مؤقف کو غلط ح ثابت کرنے کے ل بہتر اور اچھی اور شائستہ زبان میں میں گفتگو اختیار کرنا جس میں افہام و تفہیم ہو، غصہ؛ جوش اور چیخ چیخ کر بات کرنے سے گریز کرنا دعوت تبلیغ کرنے والے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ جس بات کی وہ دوسروں کو تبلیغ کرتا ہے اس پر وہ خود بھی عمل ہو، قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

"اس شخص سے بڑھ کر بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے"۔(۹)

دعوت دین کے سلسلے میں مخاطب کی مخصوص ذہنی سطح اور ظرف کے نتیجے میں میں اگر نوبت فساد تک پہنچ جائے تو جھگڑے کے انداز میں بات نہ کی جائے یعنی حکمت کا دامن ہاتھ سے ہر گز نہ چھوڑا جائے اور مخالفین سے اختلاف بھی کیا جائے تو اس انداز میں کہ جس سے حسن جھلکتا ہو اور داعی کی ذہنی اور بردباری کا اظہار ہوتا ہو۔ داعی اپنے مقام اور منصب پر قائم رہتے ہوئے اس سے معاملہ کرے۔

تبلیغ کے مراحل:

خفیہ تبلیغ:

دعوت کی وہ حکمت عملی جو کہ عرف عام میں خفیہ دعوت کے نام سے موسوم ہے اس کا یہ ہر گز مطلب نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی خوف یا ڈر کی وجہ سے اس حکمت عملی کو اختیار فرمایا بلکہ آپ نے یہ حکمت عملی اختیار کی تاکہ دعوت تبلیغ کو آسانی سے پھیلایا جا سکے جب کسی چیز کا ظہور اچانک سے ہوتا ہے تو اس کے خلاف رد عمل بھی ظاہر ہوتا ہے۔ دعوت تبلیغ کو اس لیے خفیہ رکھا گیا کہ آہستہ آہستہ لوگ اس کے بارے میں جان لیں اور ان کے دل دماغ اسے قبول کرنے کی طرف مائل ہوں اور جب اعلانیہ طور پر دعوت و تبلیغ کی جائے تو عوام الناس کی طرف سے شدید رد عمل کا اظہار نہ ہو بلکہ وہ پہلے سے ہی جانتے ہوں اور حق قبول کر لیں۔ اسی دعوت کا مقصد یہ تھا کہ کوئی بڑی رکاوٹ لاحق نہ ہو اور مخاطبین کو دعوت قبول کرنے سے نہ تو روکا جائے اور نہ ہی اس سے محروم کیا جا سکے بلکہ مدعوین کسی مشقت کے بغیر ہی اس کو قبول کر کے اس پر عمل پیرا ہو سکیں اور ان کا ٹکراؤ ان لوگوں کے ساتھ نہ ہو جو کہ باطل العقیدہ ہیں تا کہ دعوت کی نشر و اشاعت سے پہلے ہر قسم کی تکالیف اور رکاوٹوں سے بچا جا سکے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑی خاموشی اور رازداری کے ساتھ توحید کی تبلیغ شروع کی۔اس خاموش اور حکیمانہ طرز دعوت و تبلیغ کا نتیجہ یہ نکلا سب سے پہلے مردوں میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ عورتوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہ غلاموں میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت تبلیغ کے کام کو مخفی رکھا، یہی وقت اور حالات کا تقاضا بھی تھا، چناچہ ابتدا میں اہل خانہ اور اور قابل بھروسہ دوستوں پر محنت کی گئی، آہستہ آہستہ لوگ اسلام میں لوگ داخل ہوتے گئے اور تھوڑے ہی عرصے میں مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت بن گئی دارارقم حضرت ارقم کا گھر جو صفا پہاڑی پر واقع تھا ان کے اجتماعات کا مرکز بنا، جہاں پر پروہ قرآن کریم کی تعلیم سیکھتے اور نماز ادا کرتے تھے

اعلانیہ تبلیغ :

تین برس تک حضور اکرام م ﷺ خفی طور پر دعوت و تبلیغ کا کام کرتے رہے اس کے بعد آپ ﷺ کی تبلیغی مساعی کا دوسرا مرحلہ اس وقت شروع ہوا اجب آپ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا گیا۔

"وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ" ۔(۱۰)

"اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو خبردار کیجئیے"۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دن رات دعوت دین جاری رکھی ہر آزاد، غلام، فقیر، قوی، ضعیف، غرض یہ کہ معاشرے کے ہر فرد کو بھلائی کی طرف بلاتے رہے اسی طرح کے موقع پر باہر سے آنے والے وفود کو بھی دین اسلام کے کی ترغیب دیتے رہے وہ دعوت جس کا آپ نے وادی مکہ میں اعلان فرمایا اب وہ صرف مکہ میں رکنے والی نہیں تھی بلکہ یہ دعوت عالمگیر دعوت تھی جس نے ایک ایسی امت کو تشکیل دینا تھا جس نے ایک نئی تہذیب کی بنیاد رکھنی تھی۔

ذوالعشیرہ:

حضور ﷺ نے اپنے خاندان کے تقریبا چالیس لوگوں کو دعوت پر مدعو کیا۔اس دعوت کو "ذوالعشیرہ" کہتے ہیں؛

اس حکم کو ملنے کے چند روز بعد رسول اللہ نے خاندان عبد المطلب کو دعوت پر مدعو کیا جس میں ان کے برگزیدہ ارکان بھی شامل تھے اور آپ کے چچا عبد العزیٰ، ابو لہب اور دیگر چالیس کے قریب لوگ شامل تھے کھانا کھانے کے بعد آپ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں تمہارے پاس وہ پیغام لایاہوں جو عرب کے کسی شخص نے پیش نہیں کیا"

یہ دنیا و آخرت دونوں کی فلاح کا پیغام ہے وہ چیز لایاہوں جو دین اور دنیا دونوں کی سعادت کا سبب ہے تم میں سے کون ہے جو اس الہی مہم میں میرا ساتھ دے؟

حضور کریم ﷺ کے بیان کے بعد پوری محفل میں سناٹا چھا گیا اور خاندان کے تمام افراد میں سے صرف نو عمر حضرت علی مرتضیٰ کھڑے ہوئے اور عرض کی میں آپ کریم ﷺ کا ساتھ دوں گا اگرچہ میں سب سے چھوٹا اور کمزور ہوں لیکن اس کے باوجود آپ کریم ﷺ کا ساتھ دوں گا شرکاء محفل نے آپ ﷺ کی دعوت کی طرف توجہ نہ دی اور اٹھ کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

کوہ صفا:

کوہ صفا پر عزیز و اقارب اور اہل مکہ تک اللہ تعالی کے پیغام کو پہنچانے کے بعد اللہ تعالی نے حضور اکرم کو وسیع پیمانے پر اس پیغام کو پھیلانے کا حکم فرمایا کہ قوم کو دعوت دیں ، قرآن کریم میں ہے۔

"ہم نے آپ کی طرف قرآن عربی وحی کے ذریعے بھیجا ہے تا کہ آپ اہل مکہ اور اس کے آس پاس کے لوگوں کو خبر دار کریں۔"(۱۱)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا پہاڑی پر کھڑے ہو کر اہل قریش کھڑے سے فرمایا "یاد رکھو میں تمہیں اس سے بڑھ کر حق بات کہتا ہوں اور اللہ تعالی کے عذاب سے ڈراتا ہوں۔

"کہو اللہ تعالی کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تم کامیاب ہو جاؤ گے"۔

اگلے مرحلے میں اللہ تعالی نے اس پیغام کو پوری نوع انسانی یعنی بین الا قوامی درجہ دیتے ہوئے فرمایا:

"وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیۡرًا وَّ نَذِیۡرًا" ۔(۱۲)

"اور ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے خوشخبری دینے والا اور خبر دار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے"۔

یہ سن کر سب سے پہلے آپ ﷺ کے چچا ابو لہب کہنے لگا تم ہلاک ہو جا (نعوذ باللہ) کیا تم نے ہمیں اس لیے جمع کیا ہے؟ اور اس کے بعد وہ مجموعہ منتشر ہو گیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعوتی مہم کو آگے بڑھاتے ہوئے عرب بازار عکاظ اور ذوالمجاز (جہاں لوگ کثرت سے جمع ہوتے تھے) میں جا کر آپ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کا پیغام پہنچایا اور تقریباً دس دنوں تک لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے میں مصروف رہے۔

تدریج:

دعوت میں بہت اہمیت کی حامل ہے۔اس سے مراد مدعوین کے سامنے نے کسی چیز کو درجہ بدرجہ پیش کرنا تاکہ تدریج کے ذریعے داعی اپنے مطالب حاصل کر سکیں۔یعنی مرحلہ وار دعوت اور اس کے متعلقات مدعو کے سامنے پیش کیے جائیں تاکہ مخاطبین کے لیے مرحلہ وار احکامات کو قبول کرنا آسان ہو کیونکہ اگر تمام احکامات اور فرائض کو ایک ساتھ نازل کیا جاتا تو لوگ دین سے دور ہو جاتے فخر الدین رازی فرماتے ہیں۔

"یعنی اگر پورا قرآن اور اور پوری شریعت ایک ساتھ نازل کی جاتی تو یہ مخلوق کے لئے ثقیل ہوتا"۔(۱۳)

حضرت عائشہ صدیقہ حکمت تدریج کی افادیت بیان فرماتی ہیں:

"یعنی قرآن کریم بتدریج نازل ہوا پہلے جنت دوزخ کا ذکر ہوا لوگ اسلام میں داخل ہوئے تو حلال حرام کا حکم نازل ہوا۔اگر ابتدا ہی میں یہ حکم نازل ہوتا کہ شراب نہ پیو تو لوگ کہتے کہ ہم نہیں چھوڑیں گے اگر یہ حکم نازل ہوتا کہ زنا چھوڑو تو لوگ کہتے کہ ہم ہر گز نہیں چھوڑیں گے"۔(۱۴)

صالحہ اعمال:

اللہ تعالی کے نزدیک وہی عمل مقبول ہے جو اس کی رضا کے لیے کیا جائے یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی الذین امنو آیا ہے اس کے ساتھ وعملوصالحت بھی فرمایا ہے ایمان دل کے اندر ایک ایسا پوشیدہ امر ہے جس کی تصدیق اعمال صالحہ سے ہوتی ہے اعمال صالحہ کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ خود عمل کرنے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی حق کی تبلیغ کرے مثل مشہور "حرکت میں برکت ہے"۔

یہ حقیقت صرف انسانوں کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ تمام کائنات کو عطا کئے ہوئے ہیں انسان کا نفس جو اس کے اندر کی ایک سرکش قوت ہے وہ بھی اسی قانون کے مطابق عمل میں لگا رہتا ہے اور اس کی خواہشات عملی زندگی میں اعمال صالحہ کے مقابل رکاوٹ بنتی رہتی ہے اور صراط مستقیم سے ہٹا کر غلط سمت میں لے جاتی رہتی ہے لیکن ایک مومن کی شان یہ ہوتی ہے کہ صراط مستقیم کی طرف حرکت کرے۔ایسی حرکت جو قانون قدرت اور ارادہ الہی سے ہم آہنگ ہو۔

یہ بات صرف انفرادی طور پر عمل کرنے سے پوری طرح حاصل نہیں ہوتی جب تک کہ معاشرہ اس کا ساتھ نہ دے۔کسی شخص کو پورے وثوق کے ساتھ یہ یقین ہو کے اس کا قلب پاکیزہ، اس کا ضمیر صاف ستھرا اور اس کی طبیعت مستقیم ہے اور وہ اللہ تعالی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اعمال صالحہ کرنے کو تیار ہے لیکن جب وہ معاشرے سے دوچار ہوتا ہے جس میں وہ رہتا ہے تو اس کے رسم ورواج اس کے طریقہ حیات اور مشن میں حائل ہو جاتے ہیں۔

اس لیے ضرورت ہے کہ ہر وہ شخص جو دنیا اور آخرت کے خسارے سے بچنا چاہتا ہے ایمان اور نیک اعمال کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ معاشرے کی اصلاح کی بھی کوشش کرتا رہے اور لوگوں میں تبلیغ حق کرنے کو اپنے اوپر لازم کر لے ان کو شریعت کے انحراف سے باز آجانے پر مجبور کرے اس سلسلہ میں اس کو جس قدر تکلیف پہنچے اسے برداشت کرے اور اللہ تعالی کی رحمت اور غیبی امداد کا منتظر رہ کر اپنے مشن کی تکمیل میں مصروف رہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص کسی برائی کو دیکھے تو اس کو چاہیے کہ اسے اپنے ہاتھ سے مٹادے اور اگر وہ اس پر قادر نہ ہو تو اپنی زبان سے منع کرے اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو اس کو دل سے برا جانے اور یہ ایمان کا سب سے ضعیف درجہ ہے۔

دعوت و تبلیغ کے ذرائع:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت و تبلیغ کے لئے مندرجہ ذیل ذرائع اختیار فرمائے۔

۱۔ انفرادی دعوت و تبلیغ:

حضور اکرم ﷺ خود لوگوں کے پاس تشریف لے جاتے تھے اور انہیں نصیحت فرماتے آپ کا معمول تھا کہ جب حج کا زمانہ آتا تو آپ ہر طرف سے مکہ میں آنے والے قبائل کے پاس جاتے ہیں اور اسلام کی دعوت و تبلیغ کے پیش کرتے ہیں عرب میں جہاں جہاں میلے لگتے وہاں جا کر ان میں آئے ہوئے قبائل کو اسلام کی دعوت دیتے تو بہت سارے لوگوں نے اس طریقہ دعوت سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا۔

۲۔ درس و تدریس:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے درس و تدریس کے طریقے سے بھی دعوت تبلیغ فرمائی صحابہ کرام کے علاوہ وہ آس پاس سے آنے والے لوگوں کو بھی آپ ﷺ تعلیم دیتے اور ان کی تربیت اس طرح کرتے کہ وہ مختلف علاقوں میں جا کر اسلام قبول کرنے والے افراد کے لئے درس و تدریس کا فریضہ سرانجام دیتے اس سے بھی اسلام کی دعوت و تبلیغ بہت تیزی سے پھیلی۔

۳۔ مذہبی اجتماعات:

حضور اکرم ﷺ نے اسلام کے لئے مذہبی اجتماعات کو بھی دعوت و تبلیغ کا ذریعہ بنایا یا اس طرح بہت سے لوگوں تک ایک ہی وقت میں پیغام پہنچایا جا سکتا ہے۔ انہوں نے مذہبی اجتماعات مثلاً نماز جمعہ، نماز عیدین اور حجۃ الوداع میں دعوت و تبلیغ کا فریضہ بہت خوش اسلوبی سے ادا کیا جس کے اسلام کی اشاعت میں اثرات ظاہر ہوئے۔

۴۔ تحریری دعوت و تبلیغ:

حضور نبی اکرم ﷺ نے اسلام کی آفاقی دعوت کو پھیلانے کے لیے آئے تحریری دعوت تبلیغ کا طریقہ بھی اختیار کیا آپ نے دعوتی خطوط دے کر اپنے سفیروں کو مختلف سلاطین وقت کے پاس بھیجا۔ جو مختلف علاقوں اور اقوام کے رسم و رواج، زبان اور کلچر سے بخوبی واقف تھے یوں اس طریقہ سے دعوت و تبلیغ بیشتر بادشاہوں تک پہنچا دی گئی۔

فلاحی معاشرہ:

اسلامی نقطہ نظر سے حکومت کا کام صرف امن و امان قائم کرنا ہی نہیں بلکہ زندگی کے ہر شعبے میں بہتری اور حقیقی مساوات قائم کرنا ان کے فرائض میں شامل ہیں اسلامی ریاست تمام شہریوں کو بنیادی ضروریات کی فراہمی کی ضمانت دیتی ہے اور غربت و افلاس سے نجات دلانے کی بھرپور کوشش کرتی ہے۔

اسلامی ریاست میں ضروری ہے کہ امیروں سے زکوۃ وصول کر کے غریبوں کی ضروریات پوری کی جائے اور اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ ان تمام افراد کی کفالت کا انتظام کرے جو کسی عذر کی بنا پر اس سے محروم ہوں اسلامی نظام میں ایسے معاشرے کی بنیاد ڈال دی جاتی ہے جو فلاحی معاشرے کے قیام اور اس کی بقا کا سبب بنتا ہے۔

جمہوریت:

اسلامی نظام سیاست کے تحت جو ریاست وجود میں آئے گی اس کا مزاج جمہوری ہو گا اللہ نے اپنے رسول کو جہاں یہ فرمایا کہ اللہ کی راہ پر ثابت قدم رہنے کے لئے مسلمانوں کے لئے دعائے مغفرت مانگیں جن سے بھول چوک ہو جائے اس سے درگزر فرمائیں وہاں پر یہ بھی فرمایا کہ ان سے مختلف امور پر مشورہ کیا کریں۔

"بس اب آپ ان سے درگزر فرمائیں اور ان کے لئے مغفرت کی دعائیں مانگیں اور ان سے مختلف امور میں مشورہ کریں"۔(۱۵)

اصول ونظریہ:

"اسلامی معاشرے کے قیام کے لئے اسلامی نظریہ حیات بہت ضروری ہے اللہ اللہ نے زمین پر پہلے بھی الہی لوگوں کو قوت بخشی الہی لوگوں کو سیاسی غلبہ عطا کیا جنہوں نے ایمان اور صالح عمل کا مظاہرہ کیا یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ کبھی بھی وعدہ خلافی نہیں کرتا "تم میں سے جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور اچھے اچھے کام کیے ان سے اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ ان کو ایک نہ ایک دن روئے زمین پر ضرور حکومت عطا کرے گا جس طرح ان لوگوں کو حکومت بخشی تھی جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں"۔(١٦)

اسلام کی تعلیم اس قدر مکمل ہیکہ کہ دوسرے کسی مذہب میں اسکا سواں حصہ بھی موجود نہیں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ

"میں اچھے اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں"

آپ ﷺ نے مختصر سی دنیاوی زندگی میں اچھے اخلاق کا بہترین نمونہ پیش کیا ہے کہ قیامت تک دنیا کی کوئی قوم اس کی مثال پیش نہیں کر سکتی نفس کی اصلاح کے لئے جو تعلیم آپ نے دی وہ اس قدر مکمل ہے کہ رہتی دنیا تک ہر ملک اور ہر خطے کے لوگ اس سے فائدہ اٹھا کر اپنی دنیا اور آخرت سنوار سکتے ہیں مثلا آپ نے اتحاد اتفاق کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

"ایک مومن دوسرے مومن کے لئے ایک عمارت کی طرح ہے جس کا ہر حصہ دوسرے حصے کو مضبوط بناتا ہے"۔

مقاصد علم:

علم حاصل کرنے کا مقصد ہے کہ خود اس پر عمل کیا جائے پہلے اپنی اصلاح کی جائے پھر اس کو دوسرے لوگوں تک فیض پہنچائے جو اس سے محروم ہیں آپ نے جو دین کا پیغام پڑھا وہ اپنے تک محدود رکھنے کے بجائے دوسرے لوگوں تک پہنچائیں اور دعوت کے ذریعے سے عام کریں پہلے اس بات کا جائزہ لینا چاہیے کہ جو کچھ پڑھا ہے اس پر کچھ عمل بھی ہو رہا ہے کہ نہیں ہو رہا اصلاح ہو رہی ہے کہ نہیں ہو رہی۔

دوسرے اس بات کا جائزہ لینا چاہیے کہ جب ہمارا مقصد خود اپنی اصلاح بھی ہے اور دوسروں تک پہنچانا بھی ہے لوگوں سے دین کی بات کس طرح کی جاتی ہے اسے کرنے کا سلیقہ کیا ہوتا ہے یہ تربیت حاصل کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ علم اپنی جگہ لیکن مسلمانوں تک دین کی بات دین کی دعوت پہنچانا یہ ایک مستقل کام ہے۔

عوام کے ساتھ رابطہ اور ان کے ساتھ بات کرنے کا سلیقہ ان تک دین پہنچانے کا طریقہ یہ سیکھنا ضروری ضروری ہے اود اس کے ساتھ جب اللہ تعالیٰ توفیق دے کوئی کلمہ زباں سے نکل گیا، دل سے نکل گیا اور کسی اللہ کے بندے کے کان میں پڑ گیا اس کے دل میں بیٹھ گیا عمل کی توفیق ہو گئی تو ساری عمر کے لیے صدقہ جاریہ ہے۔

انسان اپنی بہتری کا راستہ دعوت کا سلیقہ طریقہ سیکھنے کا بہترین راستہ اپنے اعمال کو صدقہ جاریہ بنانے کا بہترین راستہ ہے تو اللہ توفیق دے تو اس میں حصہ لینے کی یہ عظیم فوائد حاصل ہوتے ہیں، دین اسلام اس اعتبار سے دنیا میں ایک الگ مقام رکھتا ہے کیونکہ اس میں لوگوں کو نیکی کی طرف بلایا جاتا ہے اور جو لوگ بھلائی کی طرف آ جائیں انہیں مزید ترغیب دیتا ہے کہ وہ دوسروں کو بھی بھلائی کا راستہ دکھائیں اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں :

"وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ" (١٧)

"اور یاد کرو جب کیا اللہ تعالیٰ نے پختہ وعدہ ان لوگوں سے جنہیں کتاب دی گئی کہ تم ضرور کھول کر بیان کرنا اسے لوگوں سے اور نہ چھپانا"۔

امت محمدیہ دنیا کا ہر فرد انفرادی طور پر دعوت دین کا داعی ہے۔ اس پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی صلاحیت کے مطابق اسلام کا پیغام دوسروں تک پہنچانے کے لیے کوشاں رہے اس ضمن میں انبیائے کرام کا اسوہ حیات داعی کے لئے مشعل رہا ہے۔ جنہوں نے دعوت و تبلیغ کا کام اولا انفرادی سطح پر بطور سرانجام دیا۔ قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر ان کے انفرادی داعیانہ کردار کا تذکرہ ملتا ہے۔ حضرت نوح نے بطور داعی اپنے اس فرض منصبی کو نبھانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور دن رات ایک کر دیے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"نوح علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب بے شک میں اپنی قوم کو رات دن بلاتا رہا"۔(١٨)

تبلیغ حق ہر مسلمان مرد عورت پر فرض ہے انسان کی فلاح وبہبود کے لئے جو ضابطہ حیات اللہ تعالی نے مقرر فرمایا ہے اس کا ایک جزو تبلیغ بھی ہے چنانچہ اللہ تعالی سورۃ العصر میں فرماتے ہیں۔

"قسم ہے زمانے کی بلاشبہ انسان بڑے خسارے میں ہے لیکن جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق بات کی تبلیغ کرتے رہے اور اس کام میں پیش آنے والی مشقتوں کو برداشت کرنے کیا یک دوسرے کو تلقین کرتے رہے وہ البتہ خسارے سے محفوظ رہیں گے"۔(۱۹)

حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہ اپنے آپ کو اس حقیقت پر برقرار رکھنے، معاشرے کو اسلامی خطوط میں قائم کرنے اور اس پر ثابت قدم رکھنے کے لیے دن رات محنت کرتے تھے دور اولی کے مسلمان اس کو کافی نہیں سمجھتے تھے کہ وہ خود ایمان لے آئیں اور غیر اسلامی معاشرے کو اپنے حال پر چھوڑ دیں اگرچہ خود اس برائی میں شریک نہ ہوں بلکہ ان کے ہاں اسلام کے معنی یہ تھے کہ خود بھی اسلام کے احکام پر عمل کرے اور معاشرے کو بھی اس ماحول میں ڈھال دیں ان حضرات کی تمام زندگی اسلام کے اسی مفہوم کی جدوجہد میں صرف ہوتی تھی۔

آنحضرت ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں اس قدر دل جمعی سے دین حق کی تبلیغ فرمائی کے تمام دنیا میں آپ ﷺ کا چرچا ہونے لگا جب آپ اس دنیا سے رحلت فرما گئے تو صحابہ کرام نے دین کی اشاعت میں اپنی زندگیاں وقف کر دیں اللہ تعالی نے انفرادی طور پر تبلیغ حق کو ضروری قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا

"يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ قُوٓاْ أَنفُسَكُمۡ وَأَهۡلِيكُمۡ نَارًا" (۲۰)

"اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ"۔

اجتماعی تبلیغ کو اللہ تعالی نے واجب قرار دیا ہے اور فرمایا:

"وَلۡتَكُن مِّنكُمۡ أُمَّةٞ يَدۡعُونَ إِلَى ٱلۡخَيۡرِ وَيَأۡمُرُونَ بِٱلۡمَعۡرُوفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ ٱلۡمُنكَرِ" (۲۱)

"تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو لوگوں کو نیکی کے کاموں کا امر کرے اور برے کاموں سے روکے"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمہارے دین کا مقصد پرہیز گاری ہے دین کی تعلیم کے دو جزو ہیں اچھے کام کرنا برے کاموں سے رک جانا۔ دوسرے جزو یعنی برے کاموں سے منع ہو جانے کا نام تقوی ہے اسی جزو کو حاصل کر کے انسان فرشتوں سے افضل ہو سکتا ہے نفس کی اصلاح کے لئے جس قدر تفصیل کے ساتھ اسلام نے تعلیم وتربیت کا حق ادا کیا ہے اس سے اسلام کے تصور کمال کی بلندی ظاہر ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم کو میری ایک بات بھی معلوم ہو تو دوسروں تک پہنچا دو ہر شخص کو دین تبلیغ کا ذمہ دار بنایا ہے اس کے باوجود اللہ تعالی نے یہ بھی فرمایا کہ خود بھی عمل کرو اور دوسروں کو بھی حق بات کی نصیحت کرو۔

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالی خاص لوگوں کے عمل سے عام لوگوں کو عذاب نہیں دیتا لیکن اگر کوئی برائی لوگوں کے سامنے کھلے طور پر ہونے لگے اور وہ اس کے منع کرنے پر قادر بھی ہوں اس کے باوجود وہ منع نہ کریں تو اس وقت اللہ تعالی عام وخاص سب پر عذاب نازل فرماتا ہے

اسلام اور تصور آخرت:

اسلام میں دنیا و آخرت میں جزا و سزا کا سب سے مکمل تصور پیش کیا ہے جو وحی اللہ سے ثابت اور عقل و سائنس کے مطابق ہیں حضرت آدم علیہ السلام جب اس دنیا میں آئے اور وآپ کی اولاد اس دنیا میں پھیلی تو نیکی اور بدی نے بھی ان کے ساتھ جنم لیا اچھے اعمال کی جزا اور برے اعمال کی سزا کا ایک پہلو رونما ہوا تھا کہ اس دنیا کا نظام صحیح طریقے سے چلتا رہے اسی بات سے کسی شخص کو انکار ہے کہ ہر شخص کی دنیاوی زندگی ایک نہ ایک دن ختم ہو جائے گی اور موت آجائے گی موت کے آگے سب جاندار بے بس ہیں۔

"کل نفس ذائقه الموت" (۲۲)

"ہر جاندار موت کا مزہ چکھے گا"۔

دنیا میں بھی یہی قانون جاری ہے اور دنیاوی زندگی ختم ہونے کے بعد جو زندگی شروع ہوتی ہے اور جس کو آخرت کہتے ہیں اس میں بھی جزا و سزا کا تصور کسی نہ کسی انداز میں تمام مذاہب تسلیم کرتے ہیں بلکہ آخرت کی زندگی اعمال کے بدلے ہی کے طور پر قائم ہوگی۔ اچھے اعمال کرنے والوں کو ان کے اعمال صالحہ کا اچھا بدلہ جہاں بھی ملتا ہے اور برے اعمال کرنے والوں کو ان کے اعمال بد کی سزا ملتی ہے۔

ہر مذہب و ملت میں آخرت اور اس کی جزا و سزا کا تصور کسی نہ کسی انداز میں موجود ہے ہم نے اس کا نہایت صحت کامل و مکمل تصور پیش کیا ہے اور آخرت کی زندگی کے لئے بہترین لائحہ عمل تجویز کیا ہے تمام مذاہب اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ مرنے کے بعد کی زندگی کبھی کسی اعلیٰ شکل میں باقی رہتی ہے اور اس دنیا میں کیے ہوئے اعمال نیک و بد ختم نہیں ہو جاتے بلکہ حقیقی طور پر موجود رہتے ہیں اور مرنے کے بعد انسان ان سے دوچار ہوتا ہے دنیا آخرت کی کھیتی ہے جو کچھ اس دنیا میں بوئیں گے وہی آخرت میں کاٹیں گے۔ آخرت کی زندگی دائمی زندگی ہے اس لیے قرآن حکیم میں آخرت کی جزا و سزا کی تفصیلات کا کثرت سے ذکر ہے اور واضح طور پر اس سے آگاہ کیا گیا ہے۔ حدیثوں میں بھی آخرت کی جزا و سزا کی نہایت تفصیل سے اطلاع دی گئی ہے ہم سب کو چاہیے کہ آخرت کی زندگی کی تیاری میں لگے رہیں اور نیک اعمال کا ذخیرہ جمع کریں اللہ تعالی ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے آمین ۔

اسلام امن و سلامتی کا مذہب:

اسلام وہ مذہب ہے جو دنیا کو امن کی دعوت دیتا ہے اسلام شروع سے آخر تک امن و سلامتی ہے اسلام کے لغوی معنی صلح کرنے والا اور فرماں بردار ہے اور انہی کا نام اسلام ہے ۔ جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ملتے وقت کو سلامتی کی دعا دیتا ہے تو جواب میں دوسرا مسلمان بھی اس کو سلامتی کا جواب دیتا ہے اسلام کسی کو زبردستی اور سختی کر کے نہیں منوایا گیا۔

"لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ" (۲۳)

"دین کے بارے میں کسی پر کوئی زبردستی نہیں ہے"۔

اسلام سے پہلے دنیا میں امن و امان کی حالت بہت زیادہ خراب تھے انسانیت دم توڑ رہی تھی عجمی بادشاہوں نے دنیا کو غلام بنا رکھا تھا مجبور اور بے بس انسانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جاتے تھے عرب میں جنگ و فساد کا بازار گرم تھا۔

"وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ" (۲۴)

"اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا"۔

اسلام سے زندگی کا ایسا منظم نظام پیش کیا ہے جس میں کسی کی حق تلفی نہیں ہو سکتی ہے ایسا مذہب ہے جس پر عمل کر کے انسانی معاشرے میں امن و سکون اور زندگی میں توازن قائم رکھا جاسکتا ہے اسلام محض ایک عقیدہ ہی نہیں ہے اور نہ صرف اجتماعی اور انفرادی زندگی کو سنوارنے اور نکھارنے تک محدود ہے بلکہ یہ ایک دائمی سچائی ہے یہ دنیا کے لیے زندگی کا ایک مکمل اور انصاف والا نظام پیش کرتا ہے اس کے بغیر نہ اخلاقی پابندیاں قائم رہ سکتی ہیں اور نہ دل و دماغ کو شائستگی حاصل ہو سکتی ہے۔

آج دنیا امن و امان کی پیاسی ہے اس کی ضرورت کو شدت کے ساتھ محسوس کرتی اور اس کی تلاش میں لگی ہوئی ہے اگر امن کی کوششوں کو اخلاص کے ساتھ جاری رکھا جائے تو تمام دنیا کے مسلمان اس کے لئے دوسری قوموں کے شانہ بشانہ بلکہ ان سے آگے ہوں گے اسلام سے زیادہ اچھا نظام کسی قوم یا کسی مذہب نے آج تک پیش کر سکا ہے اور نہ آئندہ پیش کر سکے گا۔

وحدت اسلامیہ :

تمام ملت اسلامیہ ایک وحدت ہے رسول ﷺ نے اولاد آدم کی مثال جسم کے کے اعاء کے ساتھ دی ہے کہ اگر جسم کے کسی ایک حصے کو درد و تکلیف پہنچتی ہے تو سارا جسم درد و بے خوابی میں مبتلا ہوتا ہے ایک حدیث ہے۔

"مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے تمام مسلمان امن و سلامتی میں رہیں"۔(۲۵)

اسلام نے زندگی کا جو نظام پیش کیا ہے اس میں نسل برتری کی گنجائش نہیں ہے اسلام کا انقلابی کارنامہ یہ ہے کہ اس نے غلاموں کو بھی انسانی برادری میں برابر کا شریک ٹھہرایا اور فرمایا کہ تم سب ایک جماعت کے افراد ہو سب آدم کی اولاد ہیں نہ آقا کو غلام پر فضیلت ہے نہ حاکم کو محکوم پر کسی عربی کو عجمی پر اور گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں۔

"إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ" (۲۶)

"جو زیادہ تقوی اور پرہیز گاری کرنے والا ہے اللہ تعالی کے نزدیک وہی زیادہ بزرگ ہے"۔

ادنی درجے کا متقی وہ شخص ہے جو اللہ تعالی پر اس کے رسولوں اور اس کی کتابوں پر اور قدر خیر و شر اور یوم آخرت اور مرنے کے بعد قیامت کے روز زا اٹھائے جانے پر پر ایمان لایا اور اس نے اپنے آپ کو شرک سے بچایا، اوسط درجہ کا متقی وہ ہے جو اعمال صالح کرتا ہوں اور گناہوں سے سے بچتا ہے، اعلیٰ درجہ کا متقی وہ ہے جو لا یعنی امور میں مشغول ہونے سے بچتا اور اللہ تعالی کی یاد میں میں ہر وقت وقت ہر وقت مشغول رہتا اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ" (۲۷)

"اے ایمانوالو آلو اللہ سے ڈرتے رہو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے"۔

تقوی کا مفہوم بے حد وسیع ہے اور اس کا تعلق زندگی کے ہر شعبے اور عمل کی ہر سرگرمی ہے انسان کی انفرادی اجتماعی معاشرتی تمدنی اخلاقی کی اصلاحی ظاہری و باطنی زندگی تقوی ہی کی برکت سے سے پاکیزہ بنتی اور سنوارتی ہے تقوی کی بہت سی برکتیں ہیں۔اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجاً وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لاَيَحْتَسِبُ" (۲۸)

"وہ شخص اللہ تعالی سے ڈرتا ہے تو اللہ تعالی اس کے لیے نجات کا راستہ نکال دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا"۔

تلاش حق:

تلاش حق کرنا انسان کی فطرت کا تقاضا ہے ہر شخص خواہ ہوں خاندانی طور پر کسی مذہب اور عقیدے پر ہو وہ فطری طور پر ہمیشہ تلاش حق میں کوشاں رہتا ہے اور اپنی سمجھ اور کوشش کے مطابق کوئی نہ کوئی راستہ اختیار کرتا ہے وہ اس کو حق سمجھتا اور حق تعالی تک پہنچانے والا جانتا ہے اگرچہ صحیح رہنمائی حاصل نہ ہونے کے باعث وہ گمراہی کہ جنگل میں بھٹکتا رہتا ہے اور بعض مخلوق خدا کو خدا سمجھ کر ان کی پرستش میں اپنی نجات سمجھتا ہے۔

تلاش حق سے مراد خواہ اللہ کی تلاش ہو یا راہ حق یعنی صراط مستقیم کی تلاش ہو دونوں کا مطلب ایک ہی ہے کیونکہ اللہ تعالی کی تلاش سے بھی یہی مراد ہے کہ اللہ تعالی کو راضی اور خوش کرنے کا طریقہ اختیار کیا جائے۔

ہدایت اللہ تعالی کی خوشنودی حاصل کرنے اور قرب الٰہی کے طریقے پر چلنے کا نام ہے اور ان کے درجات مختلف اور غیر متناہی ہیں اس لئے ہدایات کے درجات بھی بے حد ہیں ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ بندہ کفر و شرک سے نجات پائے اور اللہ تعالی کو وحدہ لا شریک مانے جس سے انسان کا رخ غلط راستے سے ہٹ کر اللہ تعالی کی طرف ہو جاتا ہے اس کے بعد بندہ اور اللہ تعالی کے درمیان جس قدر فاصلہ ہے اس کو طے کرنے کا حد درجہ کا نام ہدایت ہے

اس لئے ہدایت کی طلب سے کوئی انسان کسی وقت بھی بے نیاز نہیں ہے اور ہدایت و تلاش حق کا واحد ذریعہ قرآن حکیم اور حضور اکرم ﷺ کا اسوہ حسنہ ہے جو تمام نوع انسانی کو اندھیروں سے نکالنے اور روشنی میں لانے کا واحد ذریعہ اور دنیا و آخرت کی ہلاکت سے نجات دلانے اور فلاح و کامیابی حاصل کرنے کا واحد راستہ ہے۔

دعوت تبلیغ سے غفلت برتنے پر وعید:

دعوت تبلیغ سے غفلت برتنے پر بڑی سخت وعید آئی ہے ارشاد ہوتا ہے

"پھر جب وہ ان (سب) باتوں کو فراموش کر بیٹھے جن کی انہیں نصیحت کی گئی تھی تو ہم نے ان لوگوں کو نجات دے دی جو برائی سے منع کرتے تھے یعنی نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے تھے اور ہم نے بقیہ سب لوگوں کو جو ظلم کرتے تھے نہایت برے عذاب میں پکڑ لیا اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کر رہے تھے"۔ **(۲۹)**

اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی دعوت تبلیغ سے غفلت برتنے پر وعید آئی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"جب لوگ ظالم کو (ظلم کرتا) دیکھیں اور اسے (ظلم سے) نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالی ان سب کو عذاب میں مبتلا کر دے"۔ **(۳۰)**

حضرت جریر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"جو شخص بھی بھی ایسی قوم میں رہتا ہوں جس میں برے کام کیے جاتے ہو ہو اور لوگ ان کو روکنے کی قدرت نہ رکھنے کے باوجود نہ روکتے ہوں تو اللہ تعالی ان کی موت سے قبل عذاب میں مبتلا کر دے گا"۔ **(۳۱)**

ثمرات:

کسی بھی مقصد میں کامیابی کے حصول کا واحد ذریعہ استقامت ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔

"بیشک جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے، پھر وہ (اس پر مضبوطی سے) قائم ہوگئے، تو ان پر فرشتے اترتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ تم خوف نہ کرو اور غم نہ کرو اور تم جنت کی خوشیاں مناؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست اور مددگار ہیں اور آخرت میں بھی۔ اور تمہارے لیے وہاں وہ تمام چیزیں حاضر ہیں جو تم طلب کرو۔ یہ بڑے بخشنے والے، بہت رحم فرمانے والے رب کی طرف سے مہمانی ہے"۔ **(۳۲)**

حدیث مبارک میں ہے کہ:

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے گواہی دی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب بھی لوگ اللہ تعالی کے ذکر کے لیے بیٹھے ہیں فرشتے ہیں انہیں ڈھانپ لیتے ہیں"۔ **(۳۳)**

حوالہ جات

۱. یس،۳۶:۱۷

۲. ابن منظور الافریقی احمد بن مکرم بن علی، س ن، لسان العرب، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴:۲۶۱

۳. (علامہ راغب اصفہانی، س ن، المفردات، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۶۰

۴. النساء،۴:۱۶۵

۵. البقرۃ،۲۰۸

۶. البقرۃ۸۵

۷. مسلم بن الحجاج، س ن، الصحیح لمسلم، کتاب العلم، باب من سن سنۃ حسنۃ اوسیۃ ومن دعا الی ھدی اوضلالۃ، ۲۰۶۰/۴، الرقم/۲۶۷۴

۸. النحل،۱۲۵

۹. فصلت:۳۳

۱۰. الشعراء:۲۱۴

۱۱. الشوریٰ،۷

۱۲. السبا:۲۸

۱۳. الرازی، محمد بن عمر، ۱۴۲۰ھ، مفاتیح الغیب، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۲۴: ۴۵۷

۱۴. بخاری محمد بن اسماعیل، س ن، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ، کتاب فضائل القرآن باب تالیف القرآن، دار الکتب العلمیہ: بیروت رقم:الحدیث:۴۹۹۳

۱۵. آل عمران:۱۵۹

۱۶. النور:۵۵

۱۷. آل عمران ۳:۱۸۷

۱۸. نوح،۷۱:۵

۱۹. العصر:

۲۰. التحریم:۶،

۲۱. ال عمران ۱۰۴

۲۲. العنکبوت:۶۹

۲۳. البقرہ:۲۵۶

۲۴. البقرہ:۲۰

۲۵. مسلم بن الحجاج، الصحیح لمسلم، کتاب الایمان، باب: تفاضل الاسلام وای امورہ اًفصل، ۱:۶۵، رقم:۴۰

۲۶. الحجرات:۱۳

۲۷. آل عمران:۱۰۲

۲۸. الطلاق:۳،۲

۲۹. سورہ الاعراف:۴۴

۳۰. (ابو عیسیٰ، محمد بن عیسیٰ، الجامع الترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی نزول العذاب از لم یغیر المنکر، ۴/ الرقم/ ۲۱۶۸

۳۱. سجستانی، سلیمان ان اشعث، سنن ابی داود، کتاب الملاحم، باب الامر والنھی، ۴/ ۱۲۲، الرقم/ ۴۳۳۹، وابن حیان، الصحیح، ۱/ ۵۳۷، الرقم/ ۳۰۲

۳۲. حم السجدۃ، ۳۰:۴۱۔ ۳۲

۳۳. مسلم بن الحجاج، الصحیح لمسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القران و علی الزکر، ۴/ ۲۰۷۴، الم/ ۲۷۰۰

References in Roman

1. *Qur'an 36:17.*
2. *Ibn Manzoor al-Afriqi, Ahmed bin Makram bin Ali. Lisan al-Arab. Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyah, 14:261.*
3. *Al-Raghib al-Isfahani. Al-Mufredat. Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyah, 60.*
4. *Al-Nisa 4:165.*
5. *Al-Baqarah 2:208.*
6. *Al-Baqarah 2:85.*
7. *Muslim bin al-Hajjaj. Sahih Muslim. Book of Knowledge, Chapter on the Virtues of the Qur'an, 2060/4, Hadith 2674.*
8. *An-Nahl 16:125.*
9. *Fussilat 41:33.*
10. *Ash-Shu'ara 26:214.*
11. *Ash-Shura 42:7.*
12. *As-Saba 34:28.*
13. *Al-Razi, Muhammad bin Umar. Mafatih al-Ghayb. Beirut: Dar Ihya al-Turath al-Arabi, 1420 AH, Vol. 24, 457.*
14. *Al-Bukhari, Muhammad bin Ismail. Sahih al-Bukhari. Book of the Virtues of the Qur'an, Hadith 4993. Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyah.*
15. *Aal-e-Imran 3:159.*
16. *An-Nur 24:55.*
17. *Aal-e-Imran 3:187.*
18. *Nuh 71:5.*
19. *Al-Asr.*
20. *At-Tahrim 66:6.*
21. *Aal-e-Imran 3:104.*
22. *Al-Ankabut 29:69.*
23. *Al-Baqarah 2:256.*
24. *Al-Baqarah 2:20.*
25. *Muslim bin al-Hajjaj. Sahih Muslim. Book of Faith, Chapter on the Distinctions of Islam and its Various Matters, 1:65, Hadith 40.*
26. *Al-Hijr 15:13.*
27. *Aal-e-Imran 3:102.*
28. *At-Talaq 65:2-3.*
29. *Al-A'raf 7:44.*
30. *Abu Isa, Muhammad bin Isa. Jami at-Tirmidhi. Book of Tribulations, Chapter on what is mentioned regarding the descent of punishment when people do not change the wrong, 4/2168.*

31. *Sijistani, Sulaiman bin Ash'ath. Sunan Abi Dawood. Book of Battles, Chapter on Command and Prohibition, 4/122, Hadith 4339.*
32. *Ham al-Sajdah 41:30-32.*
33. *Muslim bin al-Hajjaj. Sahih Muslim. Book of Remembrance, Supplication, Repentance, and Seeking Forgiveness, Chapter on the Excellence of Gathering for the Recitation of the Qur'an and for Remembrance, 4/2074, Hadith 2700.*